مولوی اور طوائف

قاضی حارث

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

اس تحریر کو میں نے فیس بک سے کاپی کیا ہے۔ مجھے یہ تو پتہ نہیں کہ یہ کہانی سچی ہے یا کوئی افسانہ لیکن لکھنے والے نے اس کو بہت اچھے انداز میں لکھا ہے۔ میں اس کہانی کو کُتُبستان کے فیس بک پیج پر شئیر کرنا چاہتا تھا لیکن بد قسمتی سے کتبستان کے فیس بک پیج کی پہنچ (ریچ) کچھ اچھی نہیں اور صرف چند لوگوں کو یہ تحریر پہنچتا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں اس کہانی کو کتابچے کی شکل دوں تو یہ تحریر بہت سے لوگوں کو پہنچ سکتی ہے۔

اس کہانی کو قاضی حارث صاحب نے شاید لکھا ہو کیونکہ قاضی صاحب نے آخر میں اپنا نام لکھا ہے۔ میں یہ کہانی اس کے نام سے منسوب کروں گا۔ جیسے اس نے لکھا بالکل اسی طرح اس کو کاپی کر کے آپ کے سامنے اس کتابچے کی شکل میں پیشِ خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

چونکہ یہ ایک مختصر کہانی ہے اس لیے میں اس کہانی کے بارے میں مختصر یہ کہوں گا کہ اس کہانی کو پڑھ کر میں بہت رویا آپ اس پوری کتابچے کو آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں پڑھ سکتے ہیں۔

باسط خان

ایڈمن: کُتُبِستان

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

دسمبر کے اوائل کی بات ہے جب محکمہ اوقاف نے زبردستی میری تعیناتی شیخوپورے کے جامعہ مسجد سے ہیرامنڈی لاہور کی ایک پرانی مسجد میں کر دی. وجہ یہ تھی کے میں نے قریبی علاقے کے ایک کونسلر کی مسجد کے لاوڈ سپیکر پے تعریف کرنے سے انکار کر دیا تھا. شومئ قسمت کے وہ کونسلر محکمہ اوقاف کے ایک بڑے افسر کا بھتیجا تھا. نتیجتاً میں لاہور شہر کے بدنام ترین علاقے میں تعینات ہو چکا تھا. بیشک کہنے کو میں مسجد کا امام جا رہا تھا مگر علاقے کا بدنام ہونا اپنی جگہ. جو سنتا تھا ہنستا تھا یا پھر اظہار افسوس کرتا تھا

محکمے کے ایک کلرک نے تو حد ہی کر دی. تنخواہ کا ایک معاملہ حل کرانے اس کے پاس گیا تو میری پوسٹنگ کا سن کے ایک آنکھ دبا کر بولا

. قبلہ مولوی صاحب، آپ کی تو گویا پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں. 'میں تو گویا زمین میں چھ فٹ نیچے گڑ گیا'

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

پھر اللہ بھلا کرے میری بیوی کا جس نے مجھے تسلی دی اور سمجھایا کے

امامت ہی تو ہے، کسی بھی مسجد میں سہی. اور میرا کیا ہے؟ میں تو ویسے بھی گھر سے نکلنا پسند نہیں کرتی. پردے کا کوئی مسلہ نہیں ہو گا. اور پھر ہمارے کونسے کوئی بچے ہیں کے ان کے بگڑنے کا ڈر ہو

بیوی کی بات سن کر تھوڑا دل کو اطمینان ھوا اور ہم نے سامان باندھنا شروع کیا. بچوں کا ذکر چھڑ ہی گیا

تو یہ بتاتا چلوں کے شادی کے بائیس سال گزرنے کے باوجود اللہ نے ہمیں اولاد جیسی نعمت سے محروم ہی رکھنا مناسب سمجھا تھا. خیر اب تو شکوہ شکایت بھی چھوڑ چکے تھے دونوں میاں بیوی. جب کسی کا بچہ دیکھ کر دل دکھتا تھا تو میں یاد الہی میں دل لگا لیتا اور وہ بھلی مانس کسی کونے کھدرے میں منہ دے کر کچھ آنسو بہا لیتی

سامان باندھ کر ہم دونوں میاں بیوی نے اللہ کا نام لیا اور لاہور جانے کے لئے ایک پرائیویٹ بس میں سوار ہو گئے. بادامی باغ اڈے پے اترے اور ہیرا منڈی جانے کے لئے سواری کی تلاش شروع کی. ایک تانگے والے نے مجھے پتا بتانے پر اوپر سے نیچے تلک دیکھا اور پھر برقع میں ملبوس عورت ساتھ دیکھ کر چالیس روپے کے عیوض لے جانے کی حامی بھری. تانگہ چلا تو کوچبان نے میری ناقص معلومات میں اضافہ یہ کیہ کر کیا کے

'میاں جی، جہاں آپ کو جانا ہے، اسے ہیرا منڈی نہیں، ٹبی گلی کہتے ہیں

پندرہ بیس منٹ میں ہم پوہنچ گئے. دوپہر کا وقت تھا. شاید بازار کھلنے کا وقت نہیں تھا. دیکھنے میں تو عام سا محلہ تھا. وہ ہی ٹوٹی پھوٹی گلیاں، میلے کرتوں کے غلیظ دامن سے ناک پونچھتے ننگ دھڑنگ بچے، نالیوں میں کالا پانی اور کوڑے کے ڈھیروں پے مڈلاتی بے حساب مکھیاں. سبزیوں پھلوں کے ٹھیلے والے اور ان سے بحث کرتی کھڑکیوں سے آدھی باہر لٹکتی عورتیں. فرق تھا تو صرف اتنا کے پان

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

سگریٹ اور پھول والوں کی دکانیں کچھ زیادہ تھیں. دوکانیں تو بند تھیں مگر ان کے ن ئے پرانے بورڈ اصل کاروبار کی خبر دے رہے تھے

مسجد کے سامنے تانگہ کیا رکا، مانو محلے والوں کی عید ہو گیی. پتہ نہیں کن کن کونے کھدروں سے بچے اور عورتیں نکل کر جمع ہونے لگیں. ملی جلی آوازوں نے آسمان سر پے اٹھالیا.

'اے نیا مولوی ہے'

'بیوی بھی ساتھ ہے. پچھلے والے سے تو بہتر ہی ہو گا'

'کیا پتہ لگتا ہے بہن، مرد کا کیا اعتبار؟'

'ہاں ہاں سہی کہتی ہے تو. داڑھی والا مرد تو اور بھی خطرناک'

عجیب طوفان بد تمیز تھا. مکالموں اور فقروں سے یہ معلوم پڑتا تھا کے جیسے طوائفوں کے محلے میں مولوی نہیں، شرفاء کے محلے میں کوئی طوائف وارد ہوئی ہو. اس سے پہلے کے میرے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوتا، خدا خوش رکھے غلام شبیر کو جو 'مولوی صاحب ''مولوی صاحب' کرتا دوڑا آیا اور ہجوم کو وہاں سے بھگا دیا. پتہ چلا کے مسجد کا خادم ہے اور عرصہ پچیس سال سے اپنے فرائض منصبی نہایت محنت اور دیانت داری سے ادا کر رہا تھا. بھائی طبیعت خوش ہو گیی اس سے مل کے. دبلا پتلا پکّی عمر کا مرد. لمبی سفید داڑھی. صاف ستھرا سفید پاجامہ کرتا، کندھے پے چار خانے والا سرخ و سفید انگوچھا. پیشانی پے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

محراب کا کالا نشان، سر پے سفید ٹوپی اور نیچی نگاہیں. سادہ اور نیک آدمی اور منہ پے شکایت کا ایک لفظ نہیں. بوڑھا آدمی تھا مگر کمال کا حوصلہ وہمّت رکھتا تھا

سامان سمبھالتے اور گھر کو ٹھیک کرتے ہفتہ دس دن لگ گئے. گھر کیا تھا. دو کمروں کا کوارٹر تھا مسجد سے متصل. ایک چھوٹا سا باورچی خانہ، ایک اس سے بھی چھوٹا غسل خانہ اور بیت الخلا اور ایک ننھا منا سا صحن. بہر حال ہم میاں بیوی کو بڑا گھر کس لئے چاہیے تھا. بہت تھا ہمارے لئے. بس ارد گرد کی عمارتیں اونچی ہونے کی وجہ سے تاریکی بہت تھی. دن بارہ بجے بھی شام کا سا دھندلکا چھایا رہتا تھا. گھر ٹھیک کرنے میں غلام شبیر نے بہت ہاتھ بٹایا. صفائی کرنے سے دیواریں چونا کرنے تک. تھوڑا کریدنے پے پتا چلا کے یہاں آنے والے ہر امام مسجد کے ساتھ غلام شبّیر گھر کا کام بھی کرتا تھا. بس تنخواہ کے نام پے غریب دو وقت کا کھانا مانگتا تھا اور رات کو مسجد ہی میں سوتا تھا. یوں اس کو رہنے کی جگہ مل جاتی تھی اور مسجد کی حفاظت بھی ہو جاتی تھی

ایک بات جب سے میں آیا تھا، دماغ میں کھٹک رہی تھی. سو ایک دن غلام شبیر سے پوچھ ہی لیا

'میاں یہ بتاؤ کے پچھلے امام مسجد کے ساتھ کیا ماجرا گزرا؟'

وہ تھوڑا ہچکچایا اور پھر ایک طرف لے گیا کے بیگم کے کان میں آواز نہ پڑے

میاں جی اب کیا بتاؤں آپ کو؟ جوان آدمی تھے اور غیر شادی شدہ بھی. محلے میں بھلا حسن کی کیا کمی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہے. بس دل آ گیا ایک لڑکی پے. لڑکی کے دلال بھلا کہاں جانے دیتے تھے سونے کی چڑیا کو. پہلے تو انہوں نے مولانا کو سمجھنے بجھانے کی کوشش کی. پھر ڈرایا دھمکایا. لیکن مولانا نہیں مانے. ایک رات لڑکی کو بھگا لے جانے کی کوشش کی. بادامی باغ اڈے پر ہی پکڑے گئے. ظالموں نے اتنا مارا پیٹا کے مولانا جان سے گئے' غلام شبّیر نے نہایت افسوس کے ساتھ ساری کہانی سنائی

پولیس وغیرہ؟ قاتل پکڑے نہیں گئے؟' میں نے گھبرا کر پوچھا'

غلام شبّیر ہنسنے لگا. 'کمال کرتے ہیں آپ بھی میاں جی. پولیس بھلا ان لوگوں کے چکروں میں کہاں پڑتی ہے. بس اپنا بھتہ وصول کیا اور غائب. اور ویسے بھی کوتوال صاحب خود اس لڑکی کے عاشقوں میں شامل تھے

لاحول ولا قوت الا باللہ..... کہاں اس جہنم میں پھنس گئے.' میں یہ سب سن کر سخت پریشان ہوا'

آپ کیوں فکر کرتے ہیں میاں جی؟ بس چپ کر کے نماز پڑھیں اور پڑھائیں. دن کے وقت کچھ بچے آ جایا کریں گے. ان کو قران پڑھا دیں. باقی بس اپنے کام سے کام رکھیں گے تو کوئی تنگ نہیں کرتا یہاں. بلکہ مسجد کا امام اچھا ہو تو گناہوں کی اس بستی میں لوگ صرف عزت کرتے ہیں.' غلام شبّیر نے میری معلومات میں اضافہ کرتے ہوے بتایا تو میری جان میں جان آی

انہی شروع کے ایام میں ایک واقعیہ ہوا. پہلے دن ہی دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو دروازے پے کسی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

نے دستک دی. غلام شبّیر نے جا کے دروازہ کھولا اور پھر ایک کھانے کی ڈھکی طشتری لے کے اندر آ گیا. میری سوالیہ نگاہوں کے جواب میں کہنے لگا

'نوراں نے کھانا بھجوایا ہے. پڑوس میں رہتی ہے'

میں کچھ نا بولا اور نا ہی مجھے کوئی شک گزرا. سوچا ہو گی کوئی اللہ کی بندی. اور پھر امام مسجد کے گھر کا چولھا تو ویسے بھی کم ہی جلتا ہے. بہر حال جب اگلے دو دن بھی یہ ہی معمول رہا تو میں نے سوچا کے یہ کون ہے جو بغیر کوئی احسان جتاے احسان کیے جا رہی ہے. عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں ہی تھا جب غلام شبّیر کو آواز دے کے بلایا اور پوچھا

'میاں غلام شبّیر یہ نوراں کہاں رہتی ہے؟ میں چاہتا ہوں میری گھر والی جا کر اس کا شکریہ ادا کر آے'

غلام شبّیر کے تو اوسان خطا ہو گئے یہ سن کر. 'میاں جی، بی بی نہیں جا سکتی جی وہاں

میں نے حیرانی سے مزید استفسار کیا تو گویا غلام شبّیر نے پہاڑ ہی توڑ دیا میرے سر پے

'میاں جی، اس کا پورا نام تو پتا نہیں کیا ہے مگر سب اس کو نوراں کنجری کے نام سے جانتے ہیں. پیشہ کرتی ہے جی'

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

'پیشہ کرتی ہے؟ یعنی طوائف ہے؟ اور تم ہمیں اس کے ہاتھ کا کھلاتے رہے ہو؟ استغفر اللہ! استغفر اللہ'

غلام شبّیر کچھ شرمسار ہوا میرا غصّہ دیکھ کر. تھوڑی دیر بعد ہمّت کر کے بولا:

میاں جی یہاں تو سب ایسے ہی لوگ رہتے ہیں. ان کے ہاتھ کا نہیں کھایں گے تو مستقل چولھا جلانا پڑے گا جو آپ کی تنخواہ میں ممکن نہیں

یہ سن کر میرا غصّہ اور تیز ہو گیا. 'ہم شریف لوگ ہیں غلام شبّیر، بھوکے مر جائیں گے مگر طوائف کے گھر کا نہیں کھایں گے

میرے تیور دیکھ کر غلام شبّیر کچھ نہ بولا مگر اس دن کے بعد سے نوراں کنجری کے گھر سے کھانا کبھی نا آیا

جس مسجد کا میں امام تھا، عجیب بات یہ تھی کے اس کا کوئی نام نہیں تھا. بس ٹبی مسجد کے نام سے مشھور تھی. ایک دن میں نے غلام شبّیر سے پوچھا کے "میاں نام کیا ہے اس مسجد کا؟" وہ ہنس کر بولا،

"میاں جی الله کے گھر کا کیا نام رکھنا؟"

پھر بھی؟ کوئی تو نام ہو گا. سب مسجدوں کا ہوتا ہے." میں کچھ کھسیانا ہو کے بولا'

بس میاں جی بہت نام رکھے. جس فرقے کا مولوی آتا ہے، پچھلا نام تبدیل کر کے نیا رکھ دیتا ہے. آپ ہی کوئی اچھا سا رکھ دیں." وہ سر کھجاتا ہوا بولا.

میں سوچ میں پڑ گیا. گناہوں کی اس بستی میں اس واحد مسجد کا کیا نام رکھا جائے؟ "کیا نام رکھا جائے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

مسجد کا؟ ہاں موتی مسجد ٹھیک رہے گا. گناہوں کے کیچڑ میں چمکتا پاک صاف موتی." دل ہی دل میں میں نے مسجد کے نام کا فیصلہ کیا اور اپنی پسند کو داد دیتا اندر کی جانب بڑھ گیا جہاں بیوی کھانا لگاے میری منتظر تھی

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

اب بات ہو جاے قرآن پڑھنے والے بچوں کی. تعداد میں گیارہ تھے اور سب کے سب لڑکے. ملی جلی عمروں کے پانچ سے گیارہ بارہ سال کی عمر کے. تھوڑے شرارتی ضرور تھے مگر اچھے بچے تھے. نہا دھو کے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کے آتے تھے. دو گھنٹے سپارہ پڑھتے تھے اور پھر باہر گلی میں کھیلنے نکل جاتے. کون تھے کس کی اولاد تھے؟ نہ میں نے کبھی پوچھا نہ کسی نے بتایا. لیکن پھر ایک دن غضب ہو گیا. قرآن پڑھنے والے بچوں میں ایک بچہ نبیل نام کا تھا. یوں تو اس میں کوئی خاص بات نا تھی. لیکن بس تھوڑا زیادہ شرارتی تھا. تلاوت میں دل نہیں لگتا تھا. بس آگے پیچھے ہلتا رہتا اور کھیلنے کے انتظار میں لگا رہتا. میں بھی درگزر سے کام لیتا کے چلو بچہ ہے. لیکن ایک دن ضبط کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا. اس دن صبح ہی سے میرے سر میں ایک عجیب درد تھا. غلام شبّیر سے مالش کرائی، پیناڈول کی دو گولیاں بھی کھائیں مگر درد زور آور بیل کی مانند سر میں چنگھاڑتا رہا. درد کے باوجود اور غلام شبّیر کے بہت منع کرنے پر بھی میں نے بچوں کا ناغہ نہیں کیا. نبیل بھی اس دن معمول سے کچھ زیادہ ہی شرارتیں کر رہا تھا. کبھی ایک کو چھیڑ کبھی دوسرے کو. جب اس کی حرکتیں حد سے بڑھ گیئں

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

تو یکایک میرے دماغ پر غصّے کا بھوت سوار ہو گیا اور میں نے پاس رکھی لکڑی کی رحل اٹھا کر نبیل کے دے ماری. میں نے نشانہ تو کمر کا لیا تھا مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کے رحل بچے کی پیشانی پر جا لگی خون بہتا دیکھ کر مجھے میرے سر کا درد بھول گیا اور میں نے گھبرا کر غلام شببر کو آواز دی. وہ غریب بھاگتا ہوا آیا اور بچے کو اٹھا کے پاس والے ڈاکٹر کے کلینک پر لے گیا. خدا کا شکر ہوا کے چوٹ گہری نہیں لگی تھی. مرہم پٹی سے کام چل گیا اور ٹانکے نا لگے. خیر باقی بچوں کو فارغ کر کے مسجد کے دروازے پے پوہنچا ہی تھا کے چادر میں لپٹی ایک عورت نے مجھے آواز دے کر روک لیا. میں نے دیکھا کے وہ عورت دہلیز پے کھڑی مسجد کے دروازے سے لپٹی رو رہی تھی

چالیس پینتالیس کا سن ہو گا. معمولی شکل و صورت. سانولا رنگ اور چہرے پے پرانی چیچک کے گہرے داغ. آنسوؤں میں ڈوبی آنکھیں اور گالوں پر بہتا کالا سرما. زیور کے نام پے کانوں میں لٹکتی سونے کی ہلکی سی بالیاں اور ناک میں چمکتا سستا سرخ نگ کا لونگ. چادر بھی سستی مگر صاف ستھری اور پاؤں میں ہوائی چپل

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کیا بات ہے بی بی ؟ کون ہو تم ؟" میں نے حیرانگی سے اس سے پوچھا'.

میں نوراں ہوں مولوی صاحب. " اس نے چادر کے پلو سے ناک پونچھتے ہوئے کہا'.

نوراں ؟ نوراں کنجری ؟" میرے تو گویا پاؤں تلے زمین ہی نکل گیی. میں نے ادھر ادھر غلام شبّیر کی

تلاش میں نظریں دوڑائیں مگر وہ تو نبیل کی مرہم پٹی کرا کے اور اس کو اس کے گھر چھوڑنے کے بہانے نجانے کہاں غایب تھا

جی. نوراں کنجری!" اس نے نظریں جھکاے اپنے نام کا اقرار کیا. مجھے کچھ دیر کے لئے اپنے منہ سے نکلنے والی اس کے گالی جیسی عرفیت پے شرمدگی ہوئی مگر پھر خیال آیا کے وہ طوائف تھی اور اپنی بری شہرت کی زمہ دار. شرمندگی اس کو ہونی چاہیے تھی، مجھے نہیں. پھر اچانک مجھے احساس ہوا کے میری موتی جیسی مسجد میں اس طوائف کا ناپاک وجود کسی غلاظت سے کم نہیں تھا

باہر نکل کے کھڑی ہو. مسجد کو گندا نا کر بی بی" .میں نے نفرت سے باہر گلی کی جانب اشارہ کیا.

اس نے کچھ اس حیرانگی سے آنکھ اٹھا کے میری طرف دیکھا کے جیسے اسے مجھ سے اس رویے کی امید نا ہو. ڈبڈبائی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے کسی انکہی فریاد کی لو بھڑکی. لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے آنسوؤں کے پانی میں احتجاج کے ارادے کو غرق کیا اور بغیر کوئی اور بات کئے چلی گی. میں نے بھی نا روکا کے پتا نہیں کس ارادے سے آئی تھی. اتنی دیر میں غلام شبّیر بھی پوھنچ گیا

.کون تھی میاں جی؟ کیا چاہتی تھی؟" غالباً اس نے عورت کو تو دیکھا تھا مگر دور سے شکل نہیں پہچان پایا'

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

نوراں کنجری تھی. پتا نہیں کیوں آی تھی؟ مگر میں نے بھی وہ ڈانٹ پلائی کے آیندہ اس پاک جگہ کا

رخ نہیں کرے گی۔" میں نے داد طلب نظروں سے غلام شبّیر کی طرف دیکھا مگر اس کے چہرے پر ستائش کی جگہ افسوس نے ڈیرے ڈال رکھے تھے

وہ بیچاری دکھوں کی ماری اپنے بچے کا گلہ کرنے آئی تھی میاں جی۔ نبیل کی ماں ہے۔ بچے کی چوٹ برداشت نہیں کر سکی۔ اور آپ نے اس غریب کو ڈانٹ دیا۔" غلام شبّیر نے نوراں کی وکالت کرتے ہوئے کہا

تو نبیل نوراں کا بیٹا ہے۔ ایسی حرکتیں کرے گا تو سزا تو ملے گی۔ جیسی ماں ویسا بیٹا" ۔میں نے اپنی شرمندگی کو بیہودگی سے چھپانے کی کوشش کی۔ ایک لمحے کو خیال بھی آیا کے بچہ تو معصوم ہے اور پھر میں نے زیادتی بھی کی تھی۔ مگر پھر اپنے استاد ہونے کا خیال آیا تو سوچا کے بچے کی بھلائی کے لئے ہی تو مارا ہے۔ کیا ہوا۔ اور پھر ایک طوائف کو کیا حق حاصل کے مسجد کے امام سے شکایت کر سکے

کتنے بچے ہیں نوراں کے؟" میں نے بات کا رخ بدلنے کی کوشش کی۔

مسجد میں پڑھنے والے سب بچے نوراں کے ہیں میاں جی۔ اس کے علاوہ ایک گود کا بچہ بھی ہے۔ بس اس محلے میں صرف نوراں اپنے بچوں کو مسجد بھیجتی ہے۔ باقی سب لوگوں کے بچے تو آوارہ پھرتے ہیں۔" غلام شبّیر کی آواز میں پھر نوراں کی وکالت گونج رہی تھی۔ میں نے بھنا کر جواب دینے کا ارادہ کیا ہی تھا کے کوتوال صاحب کی گاڑی سامنے آ کر رکی۔ خود تو پتا نہیں کیسا آدمی تھا مگر بیوی بہت نیک تھی۔

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ہر دوسرے تیسرے روز ختم کے نام پر کچھ نہ کچھ میٹھا بجھوا دیتی تھی. اس دن بھی کوتوال کا اردلی جلیبیاں دینے آیا تھا. گرما گرم جلیبیوں کی اشتہا انگیز مہک نے میر اسارا غصہ ٹھنڈا کر دیا اور نوراں کنجری کی بات آئی گئی ہوگئی

یہ نبیل کو مار پڑنے کے کچھ دنوں بعد کا ذکر ہے. عشاء پڑھا کے میں غلام شبّیر سے ایک شرعی معاملے پر بحث میں الجھ گیا تو گھر جاتے کافی دیر ہوگئی. مسجد سے باہر نکلے تو بازار کی رونق شروع تھی. بالکونیوں پر جھلملاتے پردے لہرا رہے تھے اور کوٹھوں سے ہارمونیم کے سر اور طبلوں کی تھاپ کی آواز ہر سو گونج رہی تھی. پان سگریٹ اور پھولوں کی دکانوں پر بھی دھیرے دھیرے رش بڑھ رہا تھا. اچانک میری نظر نوراں کے گھر کے دروازے پر جا پڑی. وہ باہر ہی کھڑی تھی اور ہر آتے جاتے مرد سے ٹھٹھے مار مار کر گپیں لگا رہی تھی. آج تو اس کا روپ ہی دوسرا تھا. گلابی رنگ کا چست سوٹ، پاؤں میں سرخ گرگابی، ننگے سر پہ اونچا جوڑا، جوڑے میں پروئے موتیے کے پھول، میک اپ سے لدا چہرہ، گہری شوخ لپ سٹک، آنکھوں میں مسکارا اور مسکارے کی اوٹ سے جھانکتی ننگی دعوت

لاحول ولا قوت اللہ باللہ" میں نے طنزیہ نگاہوں سے غلام شبّیر کی جانب دیکھا. آخر وہ نوراں کا وکیل جو تھا'

چھوڑیے میاں جی. عورت غریب ہے اور دنیا بڑی ظالم. "اس نے گویا بات کو ٹالنے کی کوشش کی. مگر

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

میں اتنی آسانی سے جان چھوڑنے والا نہیں تھا

یہ بتاؤ میاں، جب اس کے گاہک آتے ہیں تو کیا بچوں کے سامنے ہی........................؟" میں نے معنی خیز انداز میں اپنا سوال ادھورا ہی چھوڑ دیا

میاں جی، ایک تو اس کے بچے صبح اسکول جاتے ہیں اور اس لئے رات کو جلدی سو جاتے ہیں. دوسرا، مہمانوں کے لئے باہر صحن میں کمرہ الگ رکھا ہے." غلام شبّیر نے ناگوار سے لہجے میں جواب دیا

استغفر اللہ! استغفر اللہ!". میں نے گفتگو کا سلسلہ وہیں ختم کرنا مناسب سمجھا کیوں کے مجھے احساس ہو چکا تھا کے غلام شبّیر کے لہجے سے جھانکتی ناگواری کا رخ نوراں کی جانب نہیں تھا

اس کے بعد نوراں کا ذکر میرے سامنے تب ہوا جن دنوں میں اپنے اور زوجہ کے لئے حج بیت اللہ کی غرض سے کاغذات بنوا رہا تھا. اس غریب کی بڑی خواہش تھی کے وہ اور میں اللہ اور اس کے نبی پاک کی خدمت میں پیش ہوں اور اولاد کی دعا کریں. میرا بھی من تھا کے کسی بہانے سے مکّے مدینے کی زیارت ہو جاے. نام کے ساتھ حاجی لگا ہو تو شاید محکمے والے کسی اچھی جگہ تبدیلی کر دیں. زوجہ کا ایک بھانجا انہیں دنوں وزارت مذہبی امور میں کلرک تھا. اس کی وساطت سے درخواست کی قبولی کی کامل امید تھی. کاغذات فائل میں اکٹھے کیے ہی تھے کے غلام شبّیر ہاتھ میں کچھ اور کاغذات اٹھاے پوہنچ گیا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

. میاں جی.......ایک کام تھا آپ سے. اجازت دیں تو عرض کروں." اس نے ہچکچاتے کہا'

ہاں ہاں میاں، کیوں نہیں. کیا بات ہے؟" میں نے داڑھی کے بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرتے ہوئے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

میاں جی، آپ کی تو وزارت میں واقفیت ہے. ایک اور حج کی درخواست بھی جمع کرا دیں." اس نے ہاتھ میں پکڑے کاغذات میری جانب بڑھائے

دیکھو میاں غلام شبّیر، تم اچھی طرح جانتے ہو کے میں گھر بار تمہارے ذمے چھوڑ کر جا رہا ہوں. اور پھر تمہارے پاس حج کے لئے پیسے کہاں سے آئے؟" میں نے کچھ برہمی سے پوچھا

. نہیں نہیں میاں جی. آپ غلط سمجھے. یہ میری درخواست نہیں ہے. نوراں کی ہے." اس نے سہم کر کہا'

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کیا؟ میاں ہوش میں تو ہو؟ نوراں کنجری اب مکّے مدینے جائے گی؟ اور وہ بھی اپنے ناپاک پیشے کی رقم سے؟ توبہ توبہ. "میرے تو جیسے تن بدن میں آگ لگ گی یہ واہیات بات سن کر

میاں جی. طوائف ہے پر مسلمان بھی تو ہے. اور وہ تو اللہ کا گھر ہے. وہ جس کو بلانا چاہے بلا لے. اس کے لئے سب ایک برابر". اپنی طرف سے غلام شبّیر نے بڑی گہری بات کی

اچھا؟ اللہ جس کو بلانا چاہے بلا لے؟ واہ میاں واہ. تو پھر میں درخواست کیوں جمع کراؤں؟ نوراں سے

کہو سیدھا اللہ تعالیٰ کو ہی بھیج دے". میں نے غصّے سے کہا اور اندر کمرے میں چلا گیا

زوجہ کا بھانجا برخوردار نکلا اور اللہ کے فضل و کرم سے میری اور زوجہ کی درخواست قبول ہو گئی. ٹکٹ کے پیسے کم پڑے تو اسی بھلی لوک کے جہیز کے زیور کام آ گئے. اللہ کا نام لے کر ہم روانہ ہو گئے. احرام باندھا تو گویا عمر بھر کے گناہ اتار کے ایک طرف رکھ دیے. اللہ کا گھر دیکھا اور نظر بھر کے دیکھا. فرائض پورے کرتے کرتے رمی کا دن آ گیا. بہت رش تھا. ہزاروں لاکھوں لوگ. ایک ٹھاٹھیں مارتا سفید رنگ کا سمندر. گرمی بھی بہت تھی. میرا تو دم گھٹنا شروع ہو گیا. زوجہ بیچاری کی حالت بھی غیر ہوتی جا رہی تھی. اوپر سے غضب کچھ یہ ہوا کے میرے ہاتھ سے اس غریب کا ہاتھ چھوٹ گیا. ہاتھ کیا چھوٹا، لوگوں کا ایک ریلا مجھے رگیدتا ہوا پتا نہیں کہاں سے کہاں لے گیا. عجب حالات تھے. کسی کو دوسرے کا خیال نہیں تھا. ہر کوئی بس اپنی جان بچانے کے چکّر میں تھا. میں نے بھی لاکھ اپنے آپ کو سمبھالنے کی کوشش کی مگر پیر رپٹ ہی گیا. میں نیچے کیا گرا، ایک عذاب نازل ہو گیا. ایک نے میرے پیٹ پر پیر رکھا تو دوسرے نے میرے سر کو پتھر سمجھ کر ٹھوکر ماری. موت میری آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی. میں نے کلمہ پڑھا اور آنکھیں بند کی ہی تھیں کے کسی اللہ کے بندے نے میرا دایاں ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور مجھے سہارا دے کر کھڑا کر دیا

میں نے سانس درست کی اور اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کی طرف نگاہ کی. مانو ایک لمحے

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

کے لئے تو بجلی ہی گر پڑی. کیا دیکھتا ہوں کے میرا ہاتھ مضبوطی سے تھامے نوراں کنجری کھڑی مسکرا رہی تھی. 'یہ ناپاک عورت یہاں کیسے آ گیی؟ اس کی حج کی درخواست کس نے اور کب منظور کی؟' میں نے ہاتھ چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر کہاں صاحب. ایک آہنی گرفت تھی. میں نہیں چھڑا سکا. وہ مجھے اپنے پیچھے کھینچتی ہوئی ایک طرف لے گیی. اس طرف کچھ عورتیں اکٹھی تھی. اچانک میری نظر زوجہ پر پڑی جس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ بیتاب نگاہوں سے مجمع ٹٹول رہی تھی. ہماری نظریں ملیں تو سب کلفت بھول گیی. میں دوڑ کر اس تک پہنچا اور آنسو پونچھے

.کہاں چلے گئے تھے آپ؟ کچھ ہو جاتا تو؟' پریشانی سے الفاظ اس کے گلے میں اٹک رہے تھے'

بس کیا بتاؤں آج مرتے مرتے بچا ہوں. جانے کون سی نیکی کام آ گیی. میں تو پاؤں تلے روندا جا چکا ہوتا اگر نوراں نہیں بچاتی.' میں نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا

.نوراں؟ ہماری پڑوسن نوراں؟ وہ یہاں کہاں آ گی؟ آپ نے کسی اور کو دیکھا ہو گا'. اس نے حیرانگی سے کہا'

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

ارے نہیں. نوراں ہی تھی'. میں نے ادھر ادھر نوراں کی تلاش میں نظریں دوڑایئں مگر وہ تو نجانے کب کی جا چکی تھی. بعد میں بھی اس کو بہت ڈھونڈا مگر اتنے جم غفیر میں کہاں کوئی ملتا ہے

خدا خدا کر کے حج پورا ہوا اور ہم دونوں میاں بیوی وطن واپس روانہ ہوے. لاہور ائیر پورٹ پر غلام

شبیر پھولوں کے ہاروں سمیت استقبال کو آیا ہوا تھا

بہت مبارک باجی. بہت مبارک میاں جی. بلکہ اب تو میں آپ کو حاجی صاحب کہوں گا.' اس نے مسکراتے ہوئے ہم دونوں کو مبارک دی تو میری گردن حاجی صاحب کا لقب سن کر اکڑ گیی. میں نے خوشی سے سرشار ہوتے ہوئے اس کے کندھے پے تھپکی دی اور سامان اٹھانے کا اشارہ کیا

ٹیکسی میں بیٹھے. میں نے مسجد اور گھر کی خیریت دریافت کی تو نوراں کا خیال آ گیا.

.میاں غلام شبیر، نوراں کی سناؤ'. میرا اشارہ اس کی حج کی درخواست کے بارے میں تھا'

.اس بیچاری کی کیا سناؤں میاں جی؟ لیکن آپ کو کیسے پتا چلا؟' اس نے حیرانگی سے میری جانب دیکھا'

.بس ملاقات ہوئی تھی مکّے شریف میں.' میں نے اس کے لہجے میں چھپی اداسی کو اپنی غلط فہمی سمجھا'

مکّے شریف میں ملاقات ہوئی تھی؟ مزاق نا کریں میاں جی. نوراں تو آپ کے جانے کے اگلے ہی دن قتل ہو گیی تھی.' اس نے گویا میرے سر پر بم پھوڑا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

,, قتل ہو گیی تھی؟' میں نے اچھنبے سے پوچھا'

جی میاں جی. بیچاری نے حج کے لئے پیسے جوڑ رکھے تھے. اس رات کوئی گاہک آیا اور پیسوں کے پیچھے قتل کر دیا غریب کو. ہمیں تو صبح کو پتا چلا جب اس کے بچوں نے اس کی لاش دیکھی. شور مچایا تو سب اکٹھے ہوئے. پولیس والے بھی پہنچ گئے اور اس کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے لے گئے. ابھی کل ہی

میں مردہ خانے سے میّت لے کے آیا ہوں. آج صبح ہی تدفین کی اس کی.' غلام شبیر کی آواز آنسوں میں بھیگ رہی تھی

. قاتل کا کچھ پتا چلا؟ 'میں ابھی بھی حیرانگی کی گرفت میں تھا. '

پولیس کے پاس اتنا وقت کہاں میاں جی کے طوائفوں کے قاتلوں کو ڈھونڈھے. اس بیچاری کی تو نماز جنازہ میں بھی بس تین افراد تھے: میں اور دو گورکن. 'اس نے افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا

. اور اس کے بچے؟ ان کا کیا بنا؟ 'میں نے اپنی آنکھوں میں اُمڈتی نمی پونچھتے ہوئے دریافت کیا' کوئی لڑکا پیدا ہوتا ہے تو زیادہ تر اسے راتوں رات اٹھا کر کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا جاتا ہے. وہ سب ایسے ہی بچے تھے. نوراں سب جانتی تھی کے کس کے ہاں بچہ ہونے والا ہے. بس لڑکا ہوتا تو اٹھا کر اپنے گھر لے آتی. کہنے کو تو طوائف تھی میاں جی مگر میں گواہ ہوں. غریب جتنا بھی کماتی بچوں پے خرچ کر دیتی. بس تھوڑے بہت الگ کر کے حج پے جانے کے لئے جمع کر رکھے تھے. وہ بھی اس کا قاتل لوٹ کر لے گیا

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

یہ بتاؤ غلام شبیر، جب میں نے اس کی درخواست جمع کرانے سے انکار کیا تو اس نے کیا کہا؟ 'مجھ پے حقیقتوں کے در کھلنا شروع ہو چکے تھے

بس میاں جی، کیا کہتی بیچاری. آنکھوں میں آنسو آ گئے. آسمان کی جانب ہاتھ اٹھائے اور کہنے لگی کے

بس تو ہی اس کنجری کو بلائے تو بلالے'۔ مجھ پر تو پو چھو گھڑوں پانی پڑ گیا۔ تاسف کی ایک آندھی چل رہی تھی۔ ہوا کے دوش میری خطائیں اڑ رہی تھیں۔ گناہوں کی مٹی چل رہی تھی اور میری آنکھیں اندھیائی جا رہی تھیں

آپ کیوں روتے ہیں میاں جی؟ آپ تو ناپاک کہتے تھے اس کو۔' غلام شبّیر نے حیرانگی سے میری آنسوں سے تر داڑھی دیکھتے ہوئے کہا

کیا کہوں غلام شبیر کے کیوں روتا ہوں۔ وہ ناپاک نہیں تھی۔ ناپاک تو ہم ہیں جو دوسروں کی ناپاکی کا فیصلہ کرتے پھرتے ہیں۔ نوراں تو اللہ کی بندی تھی۔ اللہ نے اپنے گھر بلا لیا۔' میری ندامت بھری ہچکیاں بند ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں اور غلام شبیر نا سمجھتے ہوئے مجھے تسّلی دیتا رہا

ٹیکسی محلے میں داخل ہوئی اور مسجد کے سامنے کھڑی ہو گی۔ اترا ہی تھا کے نوراں کے دروازے پے نظر پڑی۔ ایک ہجوم اکٹھا تھا وہاں

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

'کیا بات ہے غلام شبیر؟ لوگ اب کیوں اکٹھے ہیں؟'

میاں جی میرے خیال میں پولیس والے ایدھی سنٹر والوں کو لے کے آئے ہیں۔ وہ ہی لوگ بچوں کو لے جائیں گے۔ ان غریبوں کی کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے۔' غلام شبیر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

میں نے زوجہ کا ہاتھ پکڑا اور غلام شبیر کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے نوراں کے دروازے کی

جانب بڑھ گیا

.کہاں چلے میاں جی؟' غلام شبیر نے حیرانگی سے پوچھا'

نوراں کے بچوں کو لینے جا رہا ہوں. آج سے وہ میرے بچے ہیں. اور ہاں مسجد کا نام میں نے سوچ لیا ہے.

آج سے اس کا نام نور مسجد ہو گا

ماخوز

ایڈمن:

قاضی حارث

KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM

Please visit
KUTUBISTAN.BLOGSPOT.COM
for more Urdu books and novels.